39301- مصنوعی پلکیں لگانے کا حکم

سوال

کیا عورت مصنوعی پلکیں استعمال کر سکتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

عورت کے لیے مصنوعی پلکیں لگانی حرام ہیں، کیونکہ یہ وصل شعر یعنی بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانے میں شامل ہوتا ہے جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے.

بخاری اور مسلم نے اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کیا ہے کہ :

"ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : میری شادی شدہ بیٹی ہے، اور اسے خسرہ کی بیماری ہوگئی جس کی بنا پر اس کے بال گر گئے ہیں، تو کیا میں اس کے بال اور ملالوں ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اللہ تعالی نے بال ملانے اور بال ملوانے والی پر لعنت کی ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5479) صحیح مسلم حدیث نمبر (2122).

بخاری اور مسلم نے ہی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کیا ہے کہ :

ایک انصاری لونڈی نے شادی کی اور وہ بیمار ہوگئی تو اس کے بال گر گئے تو انہوں نے اس کے بال لگانا چاہے (اور بال ملانا چاہے) اور اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال ملانے اور ملوانے والی پر لعنت کی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5205) صحیح مسلم حدیث نمبر (2123).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

تمزق : یعنی بال گر گئے.

الواصلۃ : وہ عورت جو بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملائے، اور المستوصلۃ : وہ عورت ہے جو ایسا کروائے، اور اسے موصلۃ بھی کہتے ہیں، یہ احادیث بالوں کے ساتھ دوسرے بال ملانے کی صریحا حرمت اور بال ملانے اور ملوانے والی پر مطلقا لعنت پر دلالت کرتی ہیں، یہی ظاہر اور مختار بھی ہے. اھ

اور نقلی اور مصنوعی پلکیں بھی اس معنی کو پورا کرتی ہیں، اور یہ بھی بالوں کو ملانا ہی ہے، کیونکہ اصلی پلکوں کے ساتھ نقلی اور مصنوعی پلکیں ملائی جاتی ہیں.

اور یہ بھی کہ : بعض ڈاکٹر حضرات نے بیان کیا ہے کہ مصنوعی اور نقلی پلکیں مستقل طور پر جلد اور آنکھ میں الرجی پیدا کر دیتی ہیں، اور انکھوں میں جلن ہونا شروع ہو جاتی ہے، اور پھر پلکیں گر جاتی ہیں، تو اس طرح اس کے استعمال میں ضرر اور نقصان بھی ہے اور پھر شریعت نے اس سے منع کیا ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"نہ تو کسی کو نقصان دو، اور نہ خود نقصان اٹھاؤ"

دیکھیں : زینۃ المراۃ بین الطب والشرع (33).

مسلمان عورت کو متنبہ کرنا ضروری ہے کہ وہ اس طرح کے امور کا اہتمام مت کرے، کیونکہ اس سے قیمتی وقت اور مال ضائع ہوتا ہے، جسے مسلمانوں کے کسی فائدہ میں صرف کیا جا سکتا تھا، اور خاص کر ان اوقات میں جبکہ عزم کمزور ہو چکے ہیں، اور ہمتوں میں فتور آچکا ہے، اور عورت اپنے اصل کام سے ہٹ چکی ہے جو کہ نئی نسل کی تربیت تھا، اس نے اسے چھوڑ کر اس طرح کے کاموں کا اہتمام کرنا شروع کر دیا ہے.

واللہ اعلم.